بیت اللہ کے تحفظ کی جنگ

تحریر
جناب حضرت الامیر سینیٹر
پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ

حرمین شریفین (مکہ اور مدینہ) کی مقدس عبادت گاہوں کے خلاف سازشیں صدیوں سے چلی آ رہی ہیں۔ ابرہہ نامی ایک عیسائی حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے تقریباً دو ماہ پہلے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لیے حملہ آور ہوا تھا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسکے مقابلے کے لیے ابابیلوں (پرندوں) کی فوج بھیج دی جنہوں نے ابرہہ اور اُسکے لشکر پر سنگ باری کر کے اُسے رہتی دنیا کے لیے نشان عبرت بنا دیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ابرہہ نے یمن کے دارالسلطنت صنعاء میں ایک عالی شان گرجا گھر بنا رکھا تھا اور چاہتا تھا کہ عرب کے لوگ خانہ کعبہ کی بجائے اُسکے گرجا گھر کو اپنی عبادت کا مرکز بنائیں۔ جب یہ ممکن نہ ہو سکا تو اس نے نعوذ باللہ خانہ کعبہ کو تباہ کرنے کی ٹھان لی اور ہاتھیوں کی فوج لے کر آیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پرندوں کے ہول در ہول بھیج دیئے' جنہوں نے ایسی کنکریاں برسائیں کہ ابرہہ اپنے لشکر سمیت نیست و نابود ہو گیا۔ یہاں تک کہ ابرہہ سمیت اس کی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچ سکا اور ہاتھیوں سمیت اِن کے جسموں کی بوٹیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر بکھر گئیں۔

ابرہہ نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کا ناپاک ارادہ صرف مذہبی جنون میں ہی نہیں کیا تھا بلکہ اس کی پشت پر کھڑی اس وقت کی عیسائی دنیا کو بحر احمر کی بحری گزرگاہ پر مکمل تسلط درکار تھا کیوں کہ اس زمانے میں جس قوت کے ہاتھ میں بحری گزرگاہیں ہوتی تھیں وہی عالمی اقتصادیات کی حکمرانی کرتی تھی۔ اسلام سے قبل چوں کہ خانہ کعبہ عربوں کا ثقافتی اور مذہبی مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا اقتصادی مرکز بھی تھا اس لیے منہدم کرنے کے لیے بڑے جواز کے طور پر ابرہہ نے پہلے یمن میں قائم گرجا گھر کو خود ہی تباہ کیا اور پھر اسکا الزام عربوں پر لگا کر اسلام سے پہلے بیت اللہ کو مٹانے کا ناپاک ارادہ ظاہر کیا لیکن وہ بیت اللہ کو تباہ کر سکا اور نہ ہی اسلام کو مٹا سکا۔ بعض طاقتیں دنیا کے پرامن مذہب اسلام اور مسلمانوں کی عبادت گاہ خانہ کعبہ کو مٹانے کے لیے آج ایک بار پھر ابرہہ کی تاریخ دھرانے کے لیے سرگرداں ہیں۔ یمن کے لوگ سعودی عرب کے ساتھ تاریخی، ثقافتی اور مذہبی نہیں بلکہ خاندانی سطح کے بندھن میں بندھے ہوئے ہیں۔ اس ناطے یمنی عوام کی مدد کرنا ایک فرض ہے تاکہ یمن کو اس کے اپنے قدموں پر کھڑا کیا جا سکے اور انہیں ایک خوشحال اور پرامن زندگی کی طرف لوٹایا جا سکے۔ اسی مقصد کی خاطر

''فیصلہ کن طوفان'' کے نام سے آپریشن شروع کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ یہ بیت اللہ کے تحفظ کی جنگ ہے۔

کسی بھی ملک میں اسلحہ کے زور پر اقتدار پر قبضہ کی خواہش کو دینی' سیاسی اور اخلاقی لحاظ سے درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ہر ملک اپنے آئین اور دستور کے مطابق ریاستی امور چلاتا ہے اور وہاں کے عوام مروجہ سیاسی نظام کے مطابق اپنے حکمرانوں کا چناؤ کرتے ہیں۔ بعض ممالک میں جمہوری طرز عمل ہے اور بعض کے ہاں صدارتی یا شاہی نظام چل رہا ہے۔ جس سے جہاں کے عوام خوش ہیں' وہ نظام انکے ہاں درست اور تسلیم سمجھا جاتا ہے۔ نظام اقتدار کو اسلام یا کفر قرار نہیں دیا جاسکتا، مقصود عوام الناس کی فلاح و بہبود اور نظم اجتماعی کا قیام ہونا چاہیے۔

پاکستان میں جمہوری طرز حکمرانی ہے اگر یہاں کبھی کسی گروہ نے نظام کے خلاف بغاوت کا اعلان کیا یا اسلحہ کے زور پر اقتدار پر قبضہ کی خواہش ظاہر کی' اسے عوام نے برے طریقے سے نظر انداز کر دیا۔ سیاسی یا مذہبی جماعتیں جو پارلیمانی طرز سیاست پر یقین رکھتی ہیں سب نے مل کر ایسی منفی سوچ کی آگے بڑھ کر مذمت کی۔ یمن میں بھی حوثیوں کی طرف سے اسلحہ کے زور پر اقتدار پر قبضے کی کوشش کی گئی جو قانونی اور اخلاقی لحاظ سے درست قرار نہیں دی جاسکتی۔ یقیناً اس طرح کا جارحانہ طرز عمل دنیا کا کوئی بھی ملک برداشت نہیں کرسکتا۔ دنیا میں لسانی، مذہبی، گروہی یا فرقہ وارانہ بنیادوں پر اقتدار پر قبضے کی روایات کے ہمیشہ خوفناک نتائج نکلے ہیں۔ وقتی طور پر اگر کسی نے اپنے زور بازو پر یا اپنی دہشت سے قبضہ جما بھی لیا تو وہ کبھی پائیدار نہیں رہا۔ یمن کا مسئلہ یہ ہے کہ اس کا ہمسایہ سعودی عرب ہے، جو حرمین شریفین کی وجہ سے ایک مقدس ریاست ہے۔ جس کے ساتھ دین اور اخوت کے رشتہ کی بنیاد پر کروڑوں مسلمانوں کے محبت و عقیدت کے جذبات ہیں۔ یمن کے ساتھ سعودی عرب کی 1800 کلومیٹر طویل سرحد ملتی ہے۔ جہاں سے اکثر حوثیوں کی طرف سے تخریبی کاروائیاں جاری رہتی ہیں اور سعودی عرب میں مداخلت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ سعودی عرب کی یہ تشویش بجا ہے، انہیں اپنے اقتدار کی نہیں بلکہ حجاز مقدس کو فتنوں سے محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ یمن کا مسئلہ صرف سعودی عرب کا نہیں بلکہ امت مسلمہ کا مسئلہ بن چکا ہے۔ مشرق وسطی کے ساتھ ساتھ پاکستان پر بھی اس کے منفی اثرات پڑیں گے۔ فرقہ وارانہ آگ کا الاؤ پوری اسلامی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ پاکستان میں رہنے والے کروڑوں مسلمانوں، حکومت اور پاک فوج کی اس ضمن میں تشویش بالکل بجا ہے۔ پاک سعودی دوستی ایمان اور دینی اخوت کے رشتے میں پروئی ہوئی ہے۔ سعودی عرب پر کسی بھی قسم کی جارحیت اور حملے کو یا پاکستان پر کسی قسم کی جارحیت اور حملے کو دونوں ممالک اپنے اوپر حملہ تصور کریں گے اور برادر ملک کا اسی طرح دفاع کیا جائے گا جس طرح اپنے ملک کی سرحدوں کا تحفظ کیا جاتا ہے۔

کہا جا رہا ہے کہ یہ صرف یمن کا اندرونی مسئلہ ہے اس لیے سعودی عرب اور دیگر ملکوں کو وہاں حملے نہیں کرنے چاہئیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حوثی باغی جو یمن کی آئینی و قانونی حکومت کے خلاف مسلح کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں' اُنھوں نے یمنی دارالحکومت صنعا پر قبضہ کر لیا اور پھر عدن کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ صرف یہاں تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ ان کا اگلا ہدف سعودی عرب ہے تو پھر سعودیہ اور اس کے حامی ممالک کس طرح اس صورتحال سے لاتعلق رہ سکتے ہیں۔ خلیجی ممالک اس بات سے بھی خبردار کر چکے ہیں کہ سعودی عرب کی سرحد سے ملحقہ علاقوں میں بھاری ہتھیاروں کے ساتھ فوجی مشقیں بند کی جائیں۔ اگر اس کے باوجود سرحدوں پر خطرات کھڑے کیے جاتے ہیں تو کیا سعودی عرب اور دیگر خلیجی ممالک کو ایسا کرنے والے باغیوں کی بغاوت کچلنے اور اپنے ملک کے دفاع کا پورا حق حاصل نہیں؟ جہاں تک ایران اور سعودی عرب کے مابین اختلافات اور شیعہ سنی جنگ چھڑنے کی بات ہے تو اس کا کوئی بھی حامی نہیں۔ بڑی دیر سے صلیبی و یہودی کوشش کر رہے تھے کہ بیت اللہ اور مسجد نبوی والی سرزمین سعودی عرب (جس کا دفاع ہر مسلمان اپنے عقیدے و ایمان کا حصہ سمجھتا ہے) کو عدم استحکام سے دوچار کیا جائے۔ آج اگر صلیبی و یہودی خطہ میں فسادات کی آگ بھڑکا کر سعودی عرب کو کمزور کرنے اور حرمین الشریفین کو نقصانات سے دوچار کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں تو سب ملکوں کو کلمہ طیبہ کی بنیاد پر متحد ہو کر سرزمین حرمین الشریفین کا تحفظ کرنا چاہیے اور کسی کو اس حوالہ سے صیہونی سازشوں کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ یہ مسئلہ انتہائی حساس ہے۔

سعودی عرب کی سرحدوں کے تحفظ کے لیے ہم سب آخری حد تک جانے کے لیے تیار ہیں۔ سعودی عرب کے دفاع کے لیے پاکستانی حکومت اور افواج پاکستان میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ وہ اس بات پر متفق ہیں کہ حرمین الشریفین کی سرزمین کے تحفظ کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ پاکستان کی جانب سے سعودی عرب کو واضح طور پر پیغام دینا کہ اسے پاکستانی بری، بحری اور فضائی افواج میں سے جتنی تعداد اپنی مدد کے لیے درکار ہوگی پاکستان امت مسلمہ کے روحانی مرکز کے تحفظ کے لیے ضرور پیش کرے گا، خوش آئند امر ہے۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ بعض نام نہاد دانشور مخصوص ایجنڈے کے تحت اس حوالہ سے بھی قوم کے ذہنوں میں انتشار اور خلفشار پیدا کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں اور یمن میں باغیوں کی قوت کچلنے کے لیے جاری آپریشن کے خلاف خواہ مخواہ کے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اس سے شیعہ سنی لڑائی کے پروان چڑھنے کی باتیں کر رہے ہیں جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں۔ جب حوثی باغی سابق یمنی صدر علی عبداللہ صالح کے حامیوں کے ساتھ مل کر مسلح کارروائیاں کر کے یمن

کے دارالحکومت صنعا پر قبضہ کر رہے تھے ''بے گناہوں کا خون بہایا جا رہا تھا'' عدن کی جانب پیش قدمی اور سعودی عرب کو نشانہ بنانے کے ناپاک عزائم کا اظہار کیا جا رہا تھا تو اس وقت ان دانشوروں کو یہ خیال کیوں نہیں آیا کہ ایسی باغیانہ سرگرمیوں کے خلاف آواز بلند کی جائے؟ کیونکہ اس سے خطہ میں عدم استحکام کی صورتحال پیدا ہو گی اور دشمنان اسلام کو اپنے مذموم ایجنڈے پورے کرنے کا موقع ملے گا۔ یمن میں قطعی طور پر دو ملکوں کی جنگ نہیں بلکہ وہاں باغی ایک منتخب حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں اور سرزمین حرمین الشریفین پر حملوں کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ حوثیوں کی مثال بالکل ایسے ہی ہے جس طرح پاکستان میں بعض گروہ پاک فوج اور حکومتی اداروں پر خودکش حملے اور بم دھماکے کر رہے ہیں۔ انہیں بھی طاقت وقوت کے ذریعے ہی کچلنا پڑے گا۔ یمن کی جنگ کو ایران اور سعودی عرب کی جنگ نہیں سمجھنا چاہیے۔ بعض عناصر جب سعودی عرب کا نام سنتے ہیں تو ان کے تن بدن میں آگ سی لگ جاتی ہے۔ یہ ان کا نظریاتی تعصب ہے جس کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ ایک خاص نظریہ کے پیروکار ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے مفاد کے لیے غیر محسوس طریقے سے سعودی عرب کو نشانہ بنا دیں گے۔

ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ جب دنیا نے ایٹمی دھماکوں کی وجہ سے پاکستان پر پابندیاں لگائیں تو سعودی عرب ہی واحد ملک تھا جس نے برسوں تک پاکستان کو مفت ایندھن فراہم کیا اور امداد بھی کی۔ حالیہ دنوں میں ایک بار پھر سعودی عرب نے ڈیڑھ ارب ڈالر قرض میں نہیں دیئے بلکہ تحفے میں دیئے۔ کوئی شرط لگائی اور نہ ہی اس کے بدلے میں کوئی رعایت طلب کی گئی۔

2005ء کے زلزلہ میں جو کردار سعودی عرب اور ترکی نے ادا کیا' اسے کوئی بھول نہیں سکے گا۔ آج تک سعودی دل کھول کر زلزلہ متاثرین کی بحالی اور تعمیر نو کے لیے 10 سال گزرنے کے بعد آج بھی مصروف ہیں۔ اسلام آباد مظفر آباد شاہراہ پر کوہالہ کے قریب چھتر کلاس میں ایک یونیورسٹی تعمیر ہو رہی ہے۔ یہ کنگ عبداللہ یونیورسٹی ہے۔ جو تقریباً 6 ارب ڈالر کی لاگت سے تعمیر ہو رہی ہے بعض عناصر سعودی عرب اور پاکستان کے تعلقات کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہ تعلقات کسی فرد کے ساتھ نہیں بلکہ پوری قوم اور ملک کے ساتھ ہیں۔ ہمارے سامنے پاک سعودی تعلقات کی تاریخ میں کوئی بھی ایسی مثال نہیں کہ سعودی عرب نے کبھی پاکستان کو تنہا چھوڑا ہو یا اس نے تعاون کے بدلے پاکستان سے کوئی رعایت طلب کی ہو۔